OPEN ACCESS
SUJRIS
﴾ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴿
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:2, Issue: 2, Jul - Dec 2024 PP: 01-24

حضرت محمدؐ کی نبوت کے متعلق نبیل آصف قریشی کے موقف کا تجزیاتی جائزہ

(An Analytical Review of Nabil Asif Qureshi's Stance on the Prophethood of Muhammad (PBUH)

Hassina Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: laloonak86@gmail.com

Dr. Aliya javed
Lecturer, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: aliya91077@gmail.com

Dr. Janas Khan
Professor, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: drjanaskhan9911@gmail.com

Abstract

The prophethood of Muhammad (PBUH) has been a central subject of theological debate, with scholars and critics presenting various arguments for and against his legitimacy.Among these critics, Qureshi's objections have gained attention. This paper provides an analytical review of Qureshi's stance on the prophethood of Hazrat Muhammad (PBUH), and examins the key arguments, objections and sources presented by Qureshi to challenge his prophethood. A key aspect of this review is identifying instances where Qureshi's critiques appear to be taken out of historical and textual context, leading to misinterpretations of Islamic doctrines. The study explores how selective and bised study of hadith, Qur'anic verses, and historical events can distort the broader narrative of Muhammad's (PBUH) mission .By engaging with historical, theological, and scriptural evidence, the study evaluates the validity of Qureshi's assertions in light of Islamic and comparative religious scholarship.This article presents basic Islamic counterarguments, and the analyticle study of misconceptions regarding the character, teachings, knowledge and historical impact of Muhammad (PBUH). The analysis aims to provide deeper insights into the ongoing debate surrounding Muhammad's (PBUH) prophetic mission, contributing to a broader understanding of interfaith dialogue and the foundations of Islamic belief. The findings contribute to a broader academic conversation on religious polemics, emphasizing the need for intellectual honesty and contextual integrity in theological debates.

Keywords: *Prophethood, Muhammad (pbuh), scientific insight, Character, History, Bible.*

CC BY

تعارف:

نبیل آصف قریشی (سابقہ احمدی) نے قبول عیسائیت کے بعد اسلام مخالف کچھ کتب لکھیں جن میں سے آخری کتاب "No God but One Allah or Jesus" ہے جس کے باب 3 "Muhammad or Jesus? Two different Founders" میں قریشی نے حضرت محمدؐ کی نبوت اور حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت پر بحث کی ہے ،اُس نے حضرت عیسیٰؑ کو بحیثیت خدا حضرت محمدؐ سے ممتاز رکھا ہےاور حضرت محمدؐ کی ذات اقدس مبارک پر بہتان طرازی کرتے ہوئےان کی نبوّت کو جھٹلایا۔اس کے مطابق محمدؐ کا کردار کسی کو یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا کہ وہ خدا کی طرف سے منتخب کردہ شخص تھے، اور نہ ہی بائبل میں ان کی نبوت کی پیشگوئی کی گئی تھی اور نہ ہی ان کے پاس کوئی معجزاتی سائنسی بصیرت تھی۔وہ لکھتا ہے؛

> *"His character was certainly not so excellent that it compelled us to believe he was a prophet. He had many spiritual shortcomings, and he was very violent throughout his ministry, among other concerns. Nor did the records indicate that God had sanctioned his ministry: He was not prophesied in the Bible and he did not have any remarkable depth of insight into science."[1]*

قریشی نے اپنےاعتراضات کے حق میں دلائل مسلمانوں کی سب سے زیادہ قابل اعتماد اور مستند مصادر ،قران اور صحیحین سے دیئے ہیں۔اس نے درج ذیل نکات پر اعتراضات کئے۔

1۔ کیا حضرت محمدؐ کا کردار ان کے نبی ہونے کا ثبوت ہے؟

قریشی کے مطابق کہ حضرت محمدؐ کا کردار ایک نبی کا نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ان پہ پہلی وحی آئی تو ان کو خودکشی کا خیال آیا۔

> *"When he received his very first revelation, Muhammad reacted very strangely: He became suicidal."[2]*

قریشی کا موقف ہے کہ کسی بھی پیغمبر نے بائبل میں کبھی بھی فرشتے کو دیکھنے پر ایسا ردعمل نہیں دیا۔ جبکہ یہ ایک انسانی، فطری ردعمل تھا کہ ایک شخص جو ایک بالکل تنہا سنسان جگہ پر اچانک کسی ذی روح کو دیکھ لینے کی صورت میں دیتا ہے۔پہلی مرتبہ فرشتہ کو دیکھنے پر حضرت محمدؐ گھبرائے ضرور تھے مگر اضطرابی کیفیت وحی کے رک جانے پر ائی تھی جو بے چینی، غم اور بے بسی کے ضمن میں ایک استعاراتی یا تشبیہی اظہار ہو سکتا ہے نہ کہ اقدام خودکشی،جو ویسے بھی کسی نبی کی شایان شان نہیں ہو سکتا کیونکہ انبیاء کی معصومیت مسلم ہے۔ حدیث بخاری کے مطابق جو اعتراض قریشی نے کیا ہے اس میں خودکشی والے الفاظ حضرت محمدؐ کے نہیں ہیں اس حدیث میں لفظ " بلغنا " ایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث مستند ہے راویوں کا سلسلہ بھی مسلسل ہے مگر لفظ خودکشی موصول یعنی سب راویوں سے منقول نہیں بلاغاً ہے یعنی روایت میں صرف ایک ہی راوی بنام زہری سے منقول ہے۔جو واضح کرتی ہے کہ سلسلہ روات جو ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے ان میں کسی سے بھی یہ الفاظ منقول نہیں اس لئے اسکی حیثیت ایک افواہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں؛

" إن الْقَائِل فِيمَا بَلَغَنَا هُوَ الزُّهْرِيّ وَمَعْنَى الْكَلَام أَنَّ فِي جُمْلَة مَا وَصَلَ إِلَيْنَا مِنْ خَبَر رَسُول اللَّه فِي هَذِهِ الْقِصَّة وَهُوَ مِنْ بَلَاغَات الزُّهْرِيّ وَلَيْسَ مَوْصُولًا "[3] (ایک کہنے والا ان میں کہتا ہے " فِيمَا بَلَغَنَا " 'ہم نے سنا ہیں ' وہ امام زہری ہیں اور اسکا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کے متعلق اس روایت میں سے یہ جو جملہ ہم تک پہنچا ہے، یہ روایت زہری کے روایتوں میں سے

ہے، اور مکمل طور پر سب سے منسلک نہیں ہے)

ایک اور مصنف لکھتے ہیں کہ ایسے منقول جملے جو "فِیمَا بَلَغَنَا" سے شروع ہوتے ہیں وہ مستند نہیں ہیں۔ وہ لکھتا ہے؛

> *"A word that very frequently precedes a statement is za'ama or za'amu (he (they) alleged)it carries with it more than a hint that the statement may not be true though on the other hand it may be sound….Another indication of reserve if not skepticism underlies the expression fi ma dhukira li, An expression of similar import is fi ma balaghani."*[4]

(ایک لفظ جو اکثر کسی بیان سے قبل ائے وہ زعمہ یا زعمو ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ بیان مستند نہیں ہو سکتا لیکن امکان ہے کہ یہ درست بھی ہو سکتا ہے.... اسی طرح شک کا ایک اور اشارہ فی ماذُکِرَلی کے اظہار کے پیچھے ہے، اسی طرح کا اظہار فیما بلغنی میں بھی ہے۔)

قریشی نے حضرت محمدؐ کے متعلق لکھا کہ وہ ایک پر امن کردار کے حامل آدمی نہیں تھے بلکہ جنگ وجدل کے بہت شوقین اور جنگ کی تلقین کرنے والے تھے اور اس کو افضل کام کہتے تھے اس بات کو لے کر اس نے درج ذیل اعتراضات[5] رقم کئے ہیں۔

1۔ بعض اوقات محمدؐ دشمنوں پر لعنت بھیجتے تھے۔ 2۔ اپنے آدمیوں کو توہین آمیز شاعری لکھنے کی ترغیب دیتے۔ 3۔ ایک موقع پر انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ لوگوں کے گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ وہ مسلمانوں کی نمازوں میں تاخیر کا باعث بنے۔

4۔ کبھی کبھی محمدؐ نے اپنے دشمنوں کو نیند میں ہلاک کرنے کے لیے قاتل بھیجے۔ 5۔ اس نے کچھ دشمنوں کے ہاتھ پیر کٹوا کر، اور آنکھوں میں گرم لوہے پھروائے اور انہیں مرنے تک مٹی چاٹنے پر مجبور کر کے سزا دی۔ 7۔ رات کے وقت چھاپوں کے دوران عورتوں اور بچوں کو بھی ہلاک کرنے کی اجازت دی۔ 8۔ ایک سے زائد مواقع پر محمدؐ نے قبیلوں کے تمام مرد اور کم عمر لڑکوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو غلاموں کے طور پر تقسیم کیا۔

قریشی نے ذکر کیا کہ ایک موقع پر حضرت محمدؐ نے لوگوں کو بد دعا دی جو مسلمانوں کے نماز میں باعث تاخیر تھے۔ تو قریشی نے وضاحت سے حدیث بیان نہیں کی یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے آپؐ نے فرمایا؛

"كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺمَلأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا، شَغَلُونَا عَنِ الصَّلاَةِ الوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ "

) غزوہ احزاب کے موقع پر جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی تو رسول اللہؐ نے بد دعا دی کہ اے اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی(

نماز مومن کی معراج کے ساتھ ساتھ یہ تمام مسلمانوں پر فرض عبادت ہے، قران میں اور حدیث میں نماز کا بار بار ذکر ملتا ہے، نماز اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک اہم ستون ہے اور اس کے ترک پر سزا لازم ہے کیونکہ نماز مسلمانوں کا شعار ہے اور کفر اور اسلام میں حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛" وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ " (نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو(

پھر ارشاد ہوا؛" حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ " (تمام نمازوں خصوصاًبیچ والی نماز (عصر) کی حفاظت رکھواوراللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو)

اور غزوہ خندق کے موقع پر بھی اس نماز کا ذکر ہے جو کفار مکہ کی یلغار کی بناپر قضاہو گئی تھی اور مسلمانوں کے لئے نماز کا قضا کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں۔جنگ کے سخت موقع پر بھی مسلمان نماز قضاکرنے کے روادار نہیں۔قریشی یہ بات بھی خوب جانتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر قریش مکہ نے مسلمانوں کو ختم کرنے لے لئے ایک بہت بڑی طاقت اکھٹی کی تھی اور مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے مسلمانوں پر یہ بہت سخت وقت تھا کہ ان کو کھانے کو بھی کوئی صحیح یا مکمل خوراک دستیاب نہ تھی ہر وقت کفار کے حملہ کا خطرہ سر منڈلا رہا تھا تو اندرون مدینہ یہود کے حملہ اور سازشوں کا خطرہ تھا ایسے میں بھی مسلمان نماز کی اہمیت نہیں بھولے۔اور قریشی نے حق لکھنے کے بجائے مشرکین مکہ کو ہی معصوم قرار دیا جو خود مدینہ پر دھاوا بولنے آئے تھے اور نماز جو خدا کا حکم اور فرض ہے اس کے قضا پر نبی کے الفاظ کو لیکر اعتراض کر ڈالا جو اس کی انتہادرجہ کی جانبداری اور تعصب ہے۔

قریشی نے حضرت محمدؐ پر کچھ لوگوں کے مثلہ کا الزام لگایا۔حدیث کے مطابق کچھ لوگوں ایک خاص بیماری میں مبتلا تھے، انہوں نے حضرت محمدؐ سے قیام وطعام کے تعاون کو استدا کی۔ان کے تندرست ہونے کے بعد ان کا موقف تھا کہ مدینہ کی آب و ہوا انہیں راس نہیں ائی۔چنانچہ نبیؐ نے مقام حرہ میں اونٹوں کے باڑے کے ساتھ ان کے قیام وطعام کا بھی بندوبست کر دیا اوران کو اونٹ کا دودھ پینے کا کہا۔جب وہ صحت یاب ہو گئے تو انہوں نے آپ ؐ کے چرواہے کو ظلم و تعدی سے قتل کر ڈالا اوراسکے اونٹ ساتھ لے گئے۔ نبی کریم ؐ نے ان کے پیچھے اپنے آدمی دوڑائے اور پکڑ میں آنے کے بعد ان کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو انہوں نے مظلوم چرواہے کے ساتھ کیا تھا۔[6] اب کوئی بھی باشعور انسان ہو گا اس کو جب یہ بتایا جائے گا کہ احسان کا بدلہ انھوں نے یہ دیا کہ چرواہے کو نہ صرف قتل کیا بے گناہ بلکہ اس کا مثلہ بھی کیا اور صحرا میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا تو وہ ان قاتلوں کے لئے اس سے بھی سخت سزا تجویز کرے گا جو انھوں نے کیا تھا وہی ان کے ساتھ ہوا جو بالکل عین انصاف ہے اور جو مجرموں کا ساتھ دے ان کے لئے ہمدردی دکھائے تو وہ ذہنی طور پر مجرم ہی ہے جو ان کے فعل کو غلط کہنے کے بجائے ان کا ساتھ دے رہا ہے تو نبیل بھی ایسا ہی مجرم ہے۔

قریشی نے غیر مسلموں سے متعلق لکھا کہ حضرت محمدؐ ان پر لعنت کرتے، قتل کرتے اور ان کے بچوں عورتوں سے بھی برا سلوک کرتے جس میں قتل اور لونڈی غلام بنانا ہے۔اس کی تحقیق یوں ہے کہ حضرت محمدؐ نے مشرکوں کو بدعا نہیں دی، مگر جب انھوں نے آپؐ کو ستانے کی انتہا کر دی تو اپ نے ان کو جن میں عتبہ، شیبہ،ابو جہل اور ولید شامل تھے انھوں نے آپؐ پر اوجڑی ڈال دی جو کہ ایک قسم کی غلاظت ہے اور اپ حالت نماز میں تھے تو اپ نے ان کو بدعا دی تھی۔[7]

اب اگر یہ مشرک انؐ کو پھول پیش کر رہے ہوتے اور ان کو بدعا دی جاتی تو یقیناً غلط تھا، ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے اور اللہ کے نبی آخرؐ نے کبھی کسی کو بدعا نہیں دی (یاد رہے بائبل میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق درخت کو بددعا دینا لکھا گیا ہے) یہاں تک کہ شعب ابی طالب کی سختیاں اور طائف کے اوباشوں کی بے عزتی بھی برداشت کی مگر بددعا نہیں دی اگر ان کو دی تو وہ پھر ضرور کوئی وجہ ہو گی۔

قریشی نے اپنے اعتراضات میں ذکر کیا کہ حضرت محمدؐ توہین امیز شاعری کا حکم دیتے اور بندوں کو ادھی رات میں نیند میں مرواتے تو جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو قریشی نے یہ نہیں بتایا کہ یہ بھی انھیں کی ہجو اور توہین امیز شاعری کا رد عمل تھا،اس

شاعری کا مقصد ہر گز بھی صرف دل کی بھڑاس نکالنا نہ تھا بلکہ مدینہ میں فتنہ وفساد پھیلانے کا باعث تھا۔جہاں تک کعب بن اشرف اور ابورافع کا تعلق ہے تو یہ ہر گز بھی کوئی انتہائی معصوم اور شریف نہیں تھے ،کعب ایک بدنیت یہودی تھا اس کا کام نبی محترمؐ کی ہجو کرنا ان کے خلاف سازشیں تیار کرنا اور یہاں تک کہ ان کے قتل تک کا منصوبہ بھی تیار کیا تھا جس میں وہ ناکام رہا اس کی فتنہ انگیزیوں کی بناپر اس کو محمد بن مسلمہ جو اس کا رشتہ میں بھتیجا بھی تھا نے قتل کر دیا۔ابو رافع بھی کسی طرح کعب سے کم نہ تھا وہ بھی یہودی تھا، حضرت محمدؐ کی ہجو کرتا تھا سازشیں بنتا تھا غزوہ خندق میں بھی اس نے کفار کو مدینہ پر جنگ کے لئے اکسایا تھا اس کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے اس کو بھی رات میں قتل کیا گیا[8]۔اور صرف دشمن کو مارا گیا اس کے بیوی بچوں کو باقی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا گیا اس لئے قریشی کا یہ اعتراض بھی بے بنیاد ہے۔

قریشی کا کہنا ہے کہ نبی پاکؐ نے عورتوں اور بچوں کے مارنے کا حکم دیا۔ مگر ان احادیث کو نظر انداز کر دیا جس میں نبیؐ نے خواتین اور بچوں اور تمام غیر حربیوں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کی ہے اور بخاری ہی کی حدیث3014،اور 15 میں خواتین اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ صرف اسی صورت میں اجازت ہے جب وہ خود جنگ میں شریک ہوں اور باقاعدہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں آجائیں یا کفار ومشرکین انھیں بطور ڈھال استعمال کریں یا شب خون مارتے وقت لاشعوری طور پر مارے جائیں۔ان تین صورتوں کے علاوہ انھیں قتل کرنا جائز نہیں۔جس حدیث کا ذکر قریشی نے کیا ہے،اس میں بھی رات کے حملہ کا ذکر ہے جس میں عربی لفظ "بات" کا ذکر ہے اور دوسرا "فیصاب من نسائھم وذراریھم" میں لفظ "صاب یا صب کا ذکر ہے جس کا ترجمہ ہر گز بھی قتل نہیں ہے حضرت محمدؐ کی اس حدیث کو سمجھنے میں قریشی کو مغالطہ ہوا جیسا اسے باقی اعتراضات میں رہا ہے تو "صاب یا صبَ" کا مطلب ڈالنا ،انڈیلنا،ڈھالنا،یا سخت عذاب وتکلیف دینا، اوپر سے مصیبت ڈالنا،(فھو رجل مصاب) [9]ہے اس کا مطلب قتل یا جان سے مار ڈالنا نہیں ہے۔

قران کی رو سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ الفجر کی ایت 13 میں "فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ" جس میں بھی صبَ کا مطلب ڈالنا یا انڈیلنا ہے ،سورۃ حدید کی آیت 29 میں ارشاد ہوا ہے،(مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ)اس میں بھی اصاب کا مطلب تکلیف کا پہنچنا ہے۔اب بات آتی ہے وقت کی تو جیسے پہلے لکھا گیا کہ اگر رات کے وقت دشمن پر حملہ ہو تو ایسی صورت میں اگر کوئی عورت بچہ بھی اس کی زد میں آتا ہے تو اس پر مواخذہ نہیں اور یہی بات نبیؐ نے کہی کہ چونکہ وہ ان ہی میں سے ہیں یا موجود ہیں تو ایسے میں ان پر جنگ کی سختی ائے گی، ساتھ ہی اگلی احادیث واضح الفاظ میں بچوں اور عورتوں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت سے متعلق ہے۔

اسی طرح کا ایک بے بنیاد الزام بنو قریظہ کے قتل عام سے متعلق ہے۔ بنو قریظہ یہود کا ہی قبیلہ تھا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا امن معاہدہ تھا جس کی خلاف ورزی پر ہی ان کو سزا ملی اور سزا بھی عین ان کی شریعت کے مطابق تھی اور عورتوں بچوں کا قیدی بننا بھی عین رواج کے مطابق تھا کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی[10]۔جو فیصلہ ان کے متعلق کیا گیا تھا ان کی اپنی مرضی سے انہی کے قانون کے مطابق تھا، بائبل میں مذکور ہے کہ جب تم کسی شہر جنگ کرنے پہنچو تو پہلے انہیں پیغام صلح دینا اور اگر وہ صلح کے لئے مان جائیں تو وہاں کے سب باشندے تمہارے مطیع بن کر تمہاری خدمت گزار رہیں گے اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے تو ان کا محاصرہ کرنا اور جب خدا انہیں تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو قتل کر ڈالنا اور خواتین، بچوں ،چوپایوں اور اُس شہر کے سب مال لوٹ کر اپنے قبضہ میں لے لینا اُن سب شہروں کو جن کو خدا تمہارے قبضہ میں دے رہے کسی

کو بھی زندہ نہ چھوڑنا[11]۔

2۔ کیا حضرت محمدؐ اپنی روحانیت کے لحاظ سے نبی تھے؟

قریشی نے نبی اکرمؐ کے کردار کو اپنے جھوٹے اور خود پسند تشریحات سے غیر نبی ثابت کرنے کی جسارت کی ہے اور اس کے بعد اس کا نشانہ آپؐ کی روحانیت ہے۔ اس نے لکھا کہ چونکہ ان پر کالے جادو کا اثر ہوا تھا، ان کا ذہن کام کرنے کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا تھا جو کام انھوں نے نہیں کیئے تھے اور انھوں نے شیطانی الہام کو الہام الہی کے ساتھ ملا دیا اور کہا کہ شیطان نے قرآن کی آیات کو اس کے دل میں ڈال دیا ہے جسے اس نے نماز میں تلاوت کیا۔

نبی پاکؐ انسان تھے اور فطرت کے لحاظ سے ایسا کچھ بھی ہونا ممکن تھا، کیونکہ جادو کا جو وقتی اثر ہے جو انکھوں پر ہو سکتا ہے وہ نبوت کے منافی نہیں اور حضرت محمدؐ پر بھی جادو کا جو اثر ہوا جس کا قریشی نے بخاری کی کتاب الدعوات کی حدیث # 6391 سے حوالہ دیا ہے تو اس میں خود بھی نبیؐ نے گواہی دی ہے کہ مجھے اللہ نے شفاء کاملہ عطا کی اور میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ لوگوں میں ایک بے مقصد بات کی اشاعت کروں۔ دوسرا پہلے بھی وضاحت کی جاچکی ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور اللہ نے رسولوں کو شیطان کے شر سے مامون کیا ہے اور تدبر القران کے مؤلف امین احسن اصلاحی صاحبؒ نے اس اثر کو حضرت موسیٰؑ کے واقعہ سے تشبیہ دی ہے، سورۃ طٰہ کی آیت مبارکہ 66 میں ہے کہ جادو گروں کے جادو سے موسیٰ کو یوں خیال ہوتا تھا کہ وہ رسیاں سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں اور وہ رسیوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے[12] بالکل ایسے ہی حضرت محمدؐ پر بھی بہت عارضی اثر ہوا تھا جو ان کے تخیل سے متعلق تھا، نہ کہ روحانیت سے یا ان کے فرائض نبوت اور وحی میں کوئی شک آتا۔ قریش جو پہلے ہی آپؐ کو نعوذ باللہ جادو گر کہتے تھے تو پھر ابتداء اسلام سے جو تھا سب ہی جادو تھا مزید کسی جادو کی کیا ضرورت پڑتی؟ مولانا عبدالرحمان کیلانی لکھتے ہیں کہ یہ بات ثابت ہے کہ یہ جادو احکام شریعت پر بالکل بھی اثر انداز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا جادوئی اثر صرف آپؐ کی ذاتی حیثیت تک محدود رہا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس وقت تک آدھے سے زیادہ قرآن کا نزول ہو چکا تھا، اور عرب کے لوگ اس وقت دو حصوں میں منقسم تھے ایک مسلمان اور دوسرا مسلمانوں کے مخالفین۔ اگر آپؐ پر جادو کا اثر شریعت میں اثر انداز ہوا ہوتا تو حضرت محمدؐ کبھی نماز ہی نہ پڑھاتے یا ایک کے بجائے دو پڑھا دیتے یا قرآن کی آیات خلط ملط کر دیتے یا کوئی اور کام شریعت کے خلاف ہو جاتا تو ہوتا تو پورے عرب میں اس کی پر شور مچ جاتا۔ جب ایک بھی ایسی روایت نہیں ہے جس میں یہ اشارہ تک بھی پایا جائے کہ اس جادو کے اثر سے آپؐ کے شرعی اعمال وافعال میں کبھی کوئی حرج واقع ہوا ہو۔[13]

قریشی نے بخاری شریف کی حدیث نمبر 1071 کی رو سے اعتراض کیا کہ نبی پاکؐ نے شیطانی الہام کو الہٰی الہام کے ساتھ گڈ مڈ کر ڈالا جس کی وجہ سے جن وانس مشرک و مومن سب سجدہ میں جھک گئے۔ کہا جاتا ہے کہ رسولؐ کی تلاوت کے وقت آپ کی زبان پر شیطان نے یہ کلمات جاری کر دیئے تھے کہ ان بلند مرتبہ دیویوں کی سفارش کی امید کی جاسکتی ہے (وَإِنَّهُنَّ لَهُنَّ الْغَرَانِيقِ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتهنَّ لَهِيَ الَّتِي تُرْتَجَى)، یہ سن کر مشرکین بھی سجدے میں گر گئے۔

یہ بات کسی طور عقل تسلیم نہیں کرتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کتاب اللہ کی تاثیر سے کافروں اور مشرکوں سب نے سجدہ کیا مشرکین کو غیبی تصرف کی وجہ سے طوعاً و کرہاً سر بسجود ہونا پڑا۔ اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے یہ الفاظ مشرکوں کے کانوں میں پھونک دئے تھے، اور مشرکین اس سے خوش ہوگئے کیونکہ شیطان نے اس طرح اپنی آوازان کو سنوائی کہ مشرکین اس میں کوئی فرق ہی نہ کر سکے ۔ قریشی نے خود لکھا ہے کہ "شیطانی الہام کا الہی الہام کے ساتھ گڈ مڈ ہو جانا" یعنی کہ وہ خود شیطانی

الہام کی تصدیق کر رہا ہے مگر وہ غلط فہمی کفار کو ہوئی تھی نہ کہ نبی کے منہ سے جاری ہوئے تھے شیطان کا تصرف انبیاء پر ناممکن ہے اگر ایسا ہوتا تو پورے قران میں مشرکین کا جو رد ہے وہ بھی نہ ہوتا۔ شیطان اپنی مرضی کرواتا مگر شیطان کی تمام کوشش ایسے ہی ناکام رہیں جیسے اسلام مخالفین کی۔ جبکہ قران سے متعلق ارشاد الہی ہے؛"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَه لَحَافِظُوْنَ "[14] (بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)

سورۃ النجم کی ابتدائی آیات بھی قریشی اور باقی تمام اسلام مخالف معترضین کا اعتراض رد کرتی ہیں جس میں بیان ہوا ہے کہ نبیؐ اللہ کی حفاظت اور کامل علم میں ہیں ان کو کوئی بہکا نہیں سکتا ارشاد باری تعالی ہے؛

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ([15] تمھارا ساتھی نہ بھٹکا ہے اور نہ بے راہ ہوا ہے۔ اور نہ ہی وہ اپنی خواہش نفس سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔)

قران میں جا بجا توحید کا ذکر ہے مشرکین کا رد ہے اور بتوں کی گندگی سے بچنے کا حکم ہے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ان کی سفارش کی امید رکھی جائے۔

3۔ کیا محمدؐ کا عورتوں کے ساتھ سلوک نبوت کا ثبوت ہو سکتا ہے؟

قریشی نے رسولؐ پر عورتوں سے برا سلوک کرنے کا الزام لگایا اس نے درج ذیل اعتراضات کئے؛

1. *Muhammad allowed for prostitution through the institution of temporary marriage*
2. *When fifty-two years old he consummated his marriage with his nine-year-old bride Aisha, who was still playing with dolls*
3. *Muhammad allowed his men to have sex with female captives and slaves, unconcerned if they became pregnant or were to be sold*
4. *Muhammad declared women to be mentally deficient compared to men*
5. *Muhammad said women will be the majority of hell's inhabitants because they are ungrateful to their husbands*[16]

پہلا اعتراض، اصل میں نکاح متعہ ہے جس کا حوالہ اس نے صحیح مسلم کی کتاب النکاح سے حدیث نمبر 3413 سے دیا ہے۔ اگر وہ باب کا نام بھی پڑھ لیتا تو اعتراض نہ کرتا، عنوان میں واضح طور پر اس کے حلال ہونے کے بعد قیامت تک اس کے حرام ہونے کا ذکر ہے (ثُمَّ نُسِخَ وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)۔ اسلام کا ایک اصول ناسخ منسوخ کا ہے جس کے مطابق جس حکم کی ضرورت باقی نہ رہے اور اس کا حکم ایک محدود وقت کا ہو تو پھر اللہ اسے منسوخ کر دیتا ہے یہ قران کے ساتھ ساتھ احادیث میں بھی ہے۔ صحابہ کا زیادہ وقت جہاد کے میدانوں میں گزرتا تھا تو ان کی فطری ضرورت کو دیکھتے ایک حکم دیا گیا مگر بعد میں اس کو حرام کر دیا گیا تھا۔ کتاب المغازی میں حدیث نمبر 4216 میں حدیث مبارکہ ہے؛

" ان رسول الله نهى عن متعة النساء يوم خيبر "(نبیؐ نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کی ممانعت کردی تھی)

یہی حدیث صحیح بخاری میں 5523 اور 5115 اور صحیح مسلم میں 3431، 3435، 5005 اور 3433 پر بھی

موجود ہے قریشی نے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ صحیح مسلم ہی کی کتاب النکاح کی ہی حدیث 3422 ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے لوگوں بے شک میں نے تمہیں خواتین سے متعہ کی اجازت دی تھی، مگر اب اللہ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے، اس لیے جس کسی کے پاس نکاح متعہ والی کوئی عورت موجود ہو تو وہ اس کو چھوڑ دے، اور جو کچھ اس خاتون کو دیا ہو اس میں سے کوئی چیز واپس نہ لو۔

قریشی کا اگلا اعتراض حضرت عائشہ سے شادی کے متعلق ہے۔ حضرت محمدؐ کو جب ہر کوئی لڑکی دینے کو تیار تھا اور وہ وقت تھا جب وہ 25 سال کے جوان اور اچھے خاندان سے تعلق رکھتے تھے تو انھوں نے اس وقت 40 سال کی عمر کی عورت سے شادی کی اور جب تک وہ حیات رہیں اس دوران انھوں نے کوئی شادی نہیں کی۔ پھر جب نبوت کا اعلان کیا تو ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کو بھی قریش نے من پسند اور خوبصورت ترین لڑکی سے شادی کی پیشکش کی مگر اس وقت وہ بھی قبول نہیں کی تو پھر ایسا کیا ہوا کہ عائشہ سے نکاح کر لیا۔ اصل میں جب انھوں نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو وہ نکاح بھی حضرت ابو بکر کی موجودگی میں ان کی رضا سے ہوا ایسا نہیں تھا کہ حضرت محمدؐ نے ان کو بہلایا پھسلایا ہو یا زبردستی کی ہو استغفر اللہ۔ پھر عرب کی گرم اب وہوا کے تحت بلوعنت کی عمر کا وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا اج کل بھی چھوٹی چھوٹی بچیاں نہ صرف دس گیارہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں بلکہ ماں بھی بن جاتی ہیں تو اس اعتراض کی سمجھ نہیں اتی جبکہ اس وقت کے کفار نے اس بات پر اسمان سر پہ اٹھا لیا ہوتا اگر یہ کوئی انہونی بات ہوتی مگر ان کے اعتراض نہ کرنے سے محسوس یہی ہوتا ہے کہ یہ عام رواج تھا۔ دوسرا حضرت عائشہ بہت ذہین تھیں اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہوتی تو وہ ضرور احتجاج کرتیں اور پھر جیسا کہ اثار سے واضح ہے کہ ان کو باقی سوتنوں سے فطری بے چینی ہوتی تھی جو ثابت کرتا ہے کہ وہ 50 سال کے اپنے شوہر محبت کرتی تھیں اور اگر نو سال کی عمر میں قباحت تھی تو وہ خود یہ نہ فرماتیں کہ ؛

"إذا بلغت الجارية تسع سنين فهي امراة" [17] (لڑکی جب نو سال کی ہو جائے تو وہ عورت ہے)

اس نکاح میں یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ حضرت عائشہ کی رخصتی ان کی والدہ نے کرائی تھی (بخاری 3894) تو والدہ سے ہمدرد اور بیٹی کی جسمانی حالت کو زیادہ کوئی نہیں سمجھتا، اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ کبھی رخصتی نہ کرتیں۔ اور ایسا بھی نہیں کہ پوری دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا واقع تھا۔ ہر علاقہ اور خطہ کا نکاح کے متعلق اپنے قوانین اور عمر کی حد ہے،۔ یہ ایک تاریخی ریکارڈ ہے کہ ایشیا، افریقہ، یورپ اورامریکہ میں نو سے چودہ سال کی لڑکیوں کا بیاہ کر دیا جاتا تھا، مثلاً سینٹ آگاسٹین (Saint Augustine-350 AD) نے دس سالہ لڑکی، کنگ ریچرڈ2 نے 7 سالہ اورہینری ہشتم (Henry 8) نے ایک 6 سالہ لڑکی سے شادی کی اور بال میکی رامائن میں رام نے سیتا سے چھ سال کی عمر میں شادی کی۔ [18]

قریشی نے لکھا کہ حضرت محمدؐ نے اپنے صحابہ کو جنگ کی صورت میں آئی خواتین کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دی، ان خواتین کی خرید وفروخت بھی ہوتی اور ان کے حاملہ ہو جانے سے بھی کسی کو فرق نہیں پڑتا تھا۔ جہاں تک غلامی کی نظام کی بات ہے یا مال غنیمت میں قیدیوں کا آنا تھا، یہ کوئی اسلام کا قانون یا نظام نہیں تھا یہ رواج پہلے سے چلا آ رہا تھا اسلام نے تو اس نظام کو ختم کرنے کے اقدامات اٹھائے ہیں۔ اسلام نے بھائی چارہ کا درس دیا ہے سب انسانوں کو برابر قرار دیا ہے اور پھر اسلام نے تو غلاموں کو حقوق دے کر مقام دیا، مکاتبت اور کفارہ کے ذریعے ان کی آزادی کی راہ ہموار کی، اسلام نے اس کے ایسے حدود و قیود مقرر کئے کہ اس نظام میں توازن پیدا ہوا اور تدریجاً ختم ہو جائے۔ قران وحدیث میں غلاموں لونڈیوں سے حسن سلوک

کا بار بار درس دیا گیا ہے مالک کا یا ان کا باہم نکاح کرانا[19]، ان پر خرچ کرنے، اچھا کھانا پہنانا[20]، ان کی تعلیم و تادیب[21] اور ان کی انا کو ٹھیس پہنچانے کی ممانعت وغیرہ۔

جہاں تک لونڈیوں کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا اور ان کا خیال نہ رکھنے کا تعلق ہے تو یہ انتہائی جھوٹی بات ہے۔ اگر ان خواتین قیدیوں کو جو ازل سے ابد تک جنگوں میں رواج ہے قید کر دیا جاتا اور کسی کو ان کی ذمہ داری نہ سونپی جاتی تو ان بچوں اور عورتوں کا خوب خوب استحصال ہوتا جیسا کہ موجودہ دور میں بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ جنگوں میں عورتوں بچوں کے ساتھ فاتح قوم جسمانی ذہنی استحصال کرتے ہیں۔اور اگر ان کو مفتوح کا درجہ دے کر آزاد چھوڑا جائے تو پھر معاشرے میں جسم فروشی، گداگری، چوری چکاری، نشہ اور بہت سے جرائم جنم لے سکتے تھے اس لئے ان قیدیوں کو صاحب مخیّر حضرات کی کفالت میں دے دیا جاتا تھا اس طرح وہ پورے معاشرے کے غلام لونڈی بننے کے بجائے ایک ہی شخص کے ساتھ رہتے جو نہ صرف ان کو آزاد بھی کرتا تھا بلکہ ان سے نکاح بھی کیا جاتا تھا اور اگر نکاح نہیں کرتا تھا تو بچہ کا نسب اسی کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ قبل از اسلام صرف عرب میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں آقا کو لونڈی پر مکمل اختیار حاصل ہوا کرتا تھا، اسلام نے ان کو عزت بخشی۔ اسلام میں جنگی قیدی عورتوں جس شخص کی کفالت میں دی جاتی تھیں وہ ان سے جسمانی تعلق بنانے کا حق رکھتے تھے مگر اس کی حدود و قیود قران و حدیث میں واضح طور پر موجود ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ "[22]

(اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ماسوائے اپنی بیویوں یا باندیوں کے جو ان کی ملکیت ہیں، بیشک ان سے تعلق پر کوئی ملامت نہیں)

قران میں ارشاد ہوتا ہے کہ خبردار ان عورتوں کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنانے کے غرض سے بدکاری نہ کرواؤ[23]، بلکہ اول تو خود ان سے فائدہ اٹھاؤ یا ان کے کسی اور سے نکاح کر دو۔[24] مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ (1903-1979) لکھتے ہیں کہ اس مقام پر یہ خیال ہونا چاہیے کہ جنگی قیدی خواتین کسی شخص کے تصرف میں صرف اسی وقت آسکتی ہے جب وہ حکومت کی طرف سے باقاعدہ اس کے تصرف میں دی جائے تب ہی وہ عورت اس شخص کے لئے حلال ہوسکتی ہے اس سے پہلے کسی بھی عورت سے مباشرت کرنا زنا ہے اور یہ کہ مختیار کے سوا کسی اور شخص کا اس کے ساتھ تعلق غلط ہے۔[25]

قریشی کا ایک اعتراض ایسی لونڈی کے حاملہ ہونے کے بارے میں تھا اس کی دو صورتیں ہیں، اگر وہ پہلے سے حاملہ ہے تو حدیث کی رو سے اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا حرام ہے[26]۔ اور اگر وہ بعد میں حاملہ ہوتی ہے تو وہ بچہ مالک کا ہی ہے اور اس کا نہ صرف باپ کا نام ملتا ہے بلکہ وراثت میں بھی شامل ہوتا ہے۔ البتہ قریشی کا یہ اعتراض کے حضرت محمدؐ نے مردوں کو قیدی عورتوں سے جسمانی تعلقات کی اجازت دی تو مسلمان مردوں کو شرک اور ہر قسم کی ناپاکیوں سے دور رہنے کا حکم ہے ان کو جسمانی تعلق کی اجازت اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے ہے جو پاک خواتین ہیں، مذہب حنفی کے مطابق؛

"والأصل أن لا يحل وطء كافرة بنكاح ولا بملك يمين إلا الكتابية خاصة؛ لقوله تعالىٰ ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن (البقرة221) واسم النكاح يقع على العقد والوطء جميعا فيحرمان جميعا"[27]

(اصل یہ ہے کہ کسی کافرہ کے ساتھ نکاح یا کسی قسم کی ملکیت کے ساتھ ہم بستری جائز نہیں ہے سوائے خاص اہل کتاب کے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مشرکہ عورت سے اس وقت شادی کرو جب وہ ایمان نہ لائے (البقرہ: 221) اور نکاح کا نام

عقد اور جماع دونوں پر لاگو ہوتا ہے اور یہ دونوں حرام ہے۔)

جہاں تک اس کے بیچنے کا تعلق ہے تو جب لونڈی وفادار نہ ہو اور سدھرتی بھی نہ ہو جیسے ارشاد نبویؐ ہے؛" إذا زنت الامة فاجلدوها، ثم إذا زنت فاجلدوها، ثم إذا زنت فاجلدوها في الثالثة او الرابعة بيعوها ولو بضفير[28]"(فرمان رسولؐ ہے "جب باندی زنا کرے تو اسے شرعی حد کوڑے لگاؤ پھر اگر کرے تو اسے پھر کوڑے لگاؤ تیسری بار یا چوتھی بار کرے تو پھر اسے بیچ ڈالو، خواہ قیمت میں ایک رسی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ملے)

جو کچھ غلام طبقہ کو اسلام نے دیا وہ بائبل میں بھی نہیں، جنگی عورتوں کے متعلق استثنا21 آیت10 میں ہے کہ جب تم دشمنوں سے جنگ کرنے نکلو اور ان قیدیوں میں سے کسی خوب صورت عورت پسند اجائے تو اس سے شادی کرلو۔ بائبل کی رو سے اگر غلام کی شادی کرادو اور وہ پھر ازاد ہو کہ جانا چاہے تو بیوی بچے ساتھ نہیں جائیں گے دوسری صورت میں وہ ہمیشہ اپنے مالک کا غلام بن کر رہے گا؛"اگر اس غلام کے مالک نے اس نے شادی کرائی ہو اور پھر اس کی اولاد ہوئی ہو تو وہ عورت اور اس کے بچے اس کے مالک کے رہیں گے اور وہ تنہا جائے گا۔ اور اگر وہ غلام اپنے آقا سے اور اپنی بیوی اور بچوں سے محبت رکھتا ہوں اور آزادی نہ چاہے تو وہ اپنے مالک کی ہمیشہ خدمت کرتا رہے گا اور اس کا کان چھیدوا دیا جائے گا[29]۔

یہاں واضح ہو جاتا ہے کہ کونسا مذہب غلامی کے خاتمے کے لئے کوشاں تھا، عیسائیت تو اسلام سے بہت پہلے ہی تھی تو انھوں نے اس کو ختم کیوں نہ کیا، اسلام نے تو اس کے خاتمے کے لئے کئی اقدام لئے اور غلام اور مالک یا آزاد کے قانونی حق کو بھی برابری میں لاکھڑا کیا جبکہ بائبل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھی سے ایسے مارے کہ اس کی موت ہو جائے تو اُس کو سزا دی جائے گی اور اگر وہ ایک دو دن زندہ رہے تو مالک کو پھر سزا نہیں ہو گی کیونکہ وہ غلام اسی ملکیت ہے۔[30]

اب عورت کے ناقص العقل اور جہنم میں عورتوں کی کثرت ہونا ہے ہے تو اس حدیث کا حکم خاص ہے نہ کہ عام۔ بلکہ علم کے میدان میں مرد عورت برابر ہیں، جس طرح احادیث کے قبول ورڈ میں ایک عادل، حافظ مرد کی روایت کو منظور کیا جاتا ہے ایسے میں عورت اگر روایت کرے تو قبول کر لی جاتی ہے، اور تاریخ اسلام اب تک ہزاروں محدثات کا ذکر ہے اور ان ہی کے واسطے سے دین کا ایک قابل اعتبار حصہ اب تک موجود ہے، اگر خواتین کا علم، ناقص ہوتا تو ان کی روایات رد کر دی جاتی۔ جس حدیث میں عورتوں کو "ناقص العقل" کہا گیا ہے، اس کا تعلق گواہی کے باب سے ہے، یعنی دو خواتین کی گواہی ایک آدمی کی گواہی کے برابر ہوتی ہے، جبکہ وہ امور جن پر عالم صرف خواتین ہی ہوں، ان میں ایک خاتون کی گواہی کافی ہوتی ہے، جیسے حضانت، رضاعت وغیرہ، اس بات کا حکم خاص ہے، عام نہیں ہے[31]۔

جبکہ بائبل میں مذکور ہے کہ عورت گناہ گار ہے اس کی وجہ اس کا فریب کھا کر گناہ میں پڑنا ہے(1 تیمتھیس2:14)اس باب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ عورت کو صرف تابعدار اور محکوم رہنا چاہئے اس کو نہ سکھانے کا حق ہے نہ حکم چلانے کا۔ان کا واضح مفہوم یہی ہے کہ عورت کی کم عقلی کی بنا پر اسے دوسرا درجہ دیا گیا۔ قریشی نے یہ سب بائبل میں کیوں نہیں دیکھا جبکہ اسلام میں تو عورت کو بہت بڑا مقام دیا گیا ہے بائبل کے اسی باب کی آخری آیت میں عورت کی نجات اس کے ایمان اور صاحب اولاد ہونے میں ہے جبکہ اسلام میں جنت ماں کے قدموں میں اور تاریخ اسلام میں بہت سی پاکیزہ ذہین اور ہونہار اساتذہ جو مردوں کو بھی درس دیتی تھیں، گزری ہیں جن میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ قابل ذکر ہیں جو پاک نبیؐ کی ازواج مطہرات تھیں تو اگر نبیؐ کے نزدیک عورت ناقص العقل تھیں تو یہ خواتین پھر علم میں اتنے اعلیٰ مقام پر کیونکر تھیں؟۔

قریشی نے حضرت محمدؐ کی اس حدیث کو بھی ان کی نبوت کے منافی بتایا کہ جس میں آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں بہ سبب ناشکری اور شوہر کی احسان فراموشی کہ عورتیں زیادہ دیکھی ہیں۔[32] کثرت سے خواتین کا جہنم میں ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ عورت ہے یا وہ عیسائی عقیدے کے مطابق گناہ گار ہے یا نفاس کی صورت میں دائمی سزا میں مبتلا ہے[33] بلکہ اس کی خواتین کی کثرت ناشکری اور خاوند سے ان کا برا سلوک ہے۔ عورت کے دوراندیش نہ ہونے، جذباتی ہونے کی بناپر ہی وہ خود اور اپنے پیاروں کے نقصان اور تکلیف کا باعث بنتی ہے قریشی نے جو یہاں ایک مذموم کوشش کی ہے کہ اسلام کو خاص عورتوں کے لئے جہنم ثابت کرے تو وہ خود اس کے خلاف جاتی ہے۔ بائبل کی رو سے عورت محکوم ہے وہ مرد کی ملکیت ہے، اور اسے سکھانے یا مرد پر حکم چلانے کا حق نہیں اس کو چاہئے کہ خاموش رہے۔ (1 کرنتھیون، 10:11 اور 1 تمیتھس، 2:12)

قریشی نے حضورؐ کی کردار کشی کرنے کے بعد بائبل میں ان کے متعلق ہونے والی پیشن گوئیوں کا ذکر کیا ہے کہ ان سے بھی ثبوت نہیں ملتا کہ وہ نبی تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ بائبل سے دو ایسی آیات ہیں جو کتاب استثنا اور یوحنا میں ہیں جن کے متعلق مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ان کے پیغمبر کی پیشگوئی ہے بائبل میں ہے کہ میں ان میں ان کے بھائیوں میں سے تیری تمہاری مانند ایک نبی معبوث کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہی وہ ان سے وہی کہے گا۔[34]

قریشی مسلمانوں کے اس دعوئے کو جھٹلاتا ہے کہ یہ آیت حضرت محمدؐ کے بارے میں ہے اس کے مطابق "تیرے بھائیوں میں سے" ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ مسلمانوں کے نبی یا وہ اسماعیلی خاندان سے ہوں گے بلکہ جو بھی ہو گا اسرائیلی یا عبرانی ہو گا۔ وہ لکھتا ہے کہ وہ غیر ملکی نہیں ہو سکتا اور اسماعیلی غیر ملکی تھے۔ یہ عبارت محمد کے بارے میں نہیں ہے۔[35]

بائبل میں نبی آخر الزمان کی پیشنگوئی کی گئی ہے مگر قریشی نے "تمہارے بھائیوں" کے الفاظ اٹھا لئے اور "تمہاری مانند" کے الفاظ پر کوئی رائے نہیں دی۔ عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ پیشن گوئی موسیٰؑ کے ذریعے حضرت عیسیٰؑ کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ ایک دوسرے کے مانند نہیں تھے اگر اسلامی نقطہ نظر سے دیکھیں تو دونوں پیغمبر تھے، حضرت ابراہیمؑ ان کے جد امجد اور نسل حضرت آدم علیہ سلام سے تھی۔ مگر قریشی اور عیسائیت کی رو سے تو کوئی "مانند" اور "ان میں سے" کی تو کوئی دلیل ہی نہیں بنتی کیونکہ حضرت عیسیٰؑ خدا ہیں اور حضرت موسیٰؑ انسان، کیسے مخلوق، خالق کی پیشنگوئی کر سکتی ہے؟ دوسری بات عیسائی عقیدے کے تمام انبیاء گناہگار ہیں تو پھر ایک گناہ گار کا ایک بے گناہ معصوم سے ایک جیسا ہونے کا تعلق کیونکر ہو سکتا ہے؟ تیسری بات قریشی نے تو اپنی کتاب میں "الوہیت، نبوت سے برتر ہے" پر کافی دلائل دیئے ہیں تو اس طرح تو عیسائیت کے تمام بنیادی عقائد ملیامیٹ ہو جاتے ہیں کہ عیسیٰؑ خدا ہیں، صرف وہی معصوم ہیں، حضرت آدم کی نسل سے نہیں ہیں، کفارہ میں جان دے دی، وغیرہ وغیرہ جبکہ مسلمان کتاب استثناء کی اس ایت کو حضرت محمدؐ کے لئے درج ذیل نکات کی بناپر مانتے ہیں۔

حضرت محمدؐ اور موسیٰؑ کے والدین تھے، حضرت عیسیٰؑ کی صرف والدہ تھیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش معجزانہ تھی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی پیدائش مروج فطری طور پر ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی شادیاں ہوئیں صاحب اولاد ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰؑ تمام عمر کنوارے رہے۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، ہجرت کی اور ان کی زندگی میں ہی تبلیغ دین کا پھل ملا جبکہ عیسیٰؑ کو یہ موافقت نصیب نہیں ہوئی، جیسا کہ بائبل میں ہے کہ ان کے اپنوں نے انہیں قبول نہ کیا (یوحنا 1:11)

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی، اپنی قوم کے لئے نئے قوانین و ضوابط لائے عیسیٰؑ نے صرف روحانی بادشاہت کا دعوی کیا کوئی نیا قانون و شریعت نہ لائے، بائبل میں حضرت عیسیٰؑ سے منسوب قول ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ میں تورات کی تنسیخ کے لئے آیا ہوں، میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ اسے تکمیل کرنے آیا ہوں (متی 5:18-17)

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ دونوں فطری طریقہ سے وفات پائے۔ لیکن عیسائی عقیدے کے مطابق عیسیٰؑ کو تشدد کے ساتھ صلیب پر موت ائی اور عقیدہ اسلام کے مطابق وہ ابھی زندہ، اسمان پر ہیں۔[36]

ان تمام نکات کی روشنی میں جب بائبل کے "تیرے مانند" کو دیکھا جائے تو یہ پیشگوئی صرف حضرت محمدؐ کے لئے ہے۔ قریشی اسی آیت میں "تیرے ہی بھائیوں میں سے" کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ اسماعیلی اور اسرائیلی ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اب حیرت یہ ہے کہ قریشی تو حضرت عیسیٰؑ کو براہ راست خدا سے ایک بیٹا خدا قرار دیتا ہے تو اس کا تعلق پھر حضرت آدم، یا حضرت ابراہیم یا حضرت اسحاق سے ہونا ہی نہیں چاہئے پھر قریشی کا یہ کہنا کہ وہ ایک انسان پیدا ہوا، لیکن آدم کے ٹوٹے ہوئے نسب میں سے نہیں؛

"He was born as a human, but not of the broken lineage of Adam. He was born unbroken."[37]

یہ بات تو خود قریشی کے خلاف جاتی ہے۔ پیشگوئی کہ مطابق ذکر ان ہی کے بھائی کے الفاظ میں ہے تو پھر یہودی ہو یا اسرائیلی، یا یعقوبؑ کی اولاد ہو سب ہی حضرت ابراہیم کی اولاد سے ہیں تو پھر حضرت اسحاق کے بڑے بھائی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد بھی ان ہی کے چچازاد ہوئے۔ اب ازلی گناہ کو ایک طرف رکھ کر جب بائبل ہی کہ رو سے دیکھیں تو وہاں واضح الفاظ میں کتاب لوقا کے باب 3 میں 23 سے 38 تک کی آیات میں حضرت عیسیٰؑ کا شجرہ نسب یوسف سے لیکر حضرت آدمؑ تک لکھا گیا ہے۔ تو پھر کیسے قریشی حضرت اسماعیل کی اولاد کو اجنبی کہ سکتا ہے جبکہ شجرہ نسب ایک ہے۔ قریشی کے مطابق یوحنامیں بھی ایسی کوئی پیشگوئی نہیں ہے اور جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ روح القدس کے متعلق ہے اور اس کے لئے وہ بائبل سے یہ حوالہ دیتا ہے کہ وہ مددگار روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں سب کچھ سکھائے گا جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ تمہیں سب یاد دلائے گا[38]۔

قریشی کے دعوئے کے رد کے لئے اسی باب سے ایک مثال یہ ہے کہ؛

"Hereafter I will not talk much with you: for the prince of this world cometh, and hath nothing in me"[39]

اب اگر اس آیت کے حساب سے دیکھا جائے تو روح القدس کو آنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے اور ان کے ساتھ اور ان کے بعد بھی موجود تھے۔ پھر یوحنا میں آتا ہے کہ وہ خود سے کچھ نہیں بولے گا مگر جو سنے گا وہی کہے گا۔ تو واضح ہو گیا کہ وہ سچائی کی روح حضرت محمدؐ صادق وامین ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اللہ کی جانب سے ہوتا ہے جس کا قران میں کر ہے کہ وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگر ان کی زبان پر وہی ہوتا ہے جس کی ان کو وحی کی جاتی ہے۔

اور کتاب یوحنا کی یہ آیت اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آنے والی روح یقینا انسان ہی ہو گی کیونکہ عیسائی حضرات روح القدس کو عین خدا کی ذات سمجھتے ہیں تو کیا خدا دوسرے خدا کا محتاج ہو گا کہ جو وہ کہے وہ، وہی کہے گا۔[40] قریشی اور عیسائی حضرات اس سے عیسیٰؑ مراد لیتے ہیں اور جہاں حضرت عیسیٰؑ نے آنے والے نبی کی پیشگوئی کی تو اس سے روح القدس مراد لیا مگر یہ آیات جو

کہ اعمال کے باب 3 میں درج ہیں اس میں حضرت عیسیٰؑ کی مصلوبیت کے بعد کے وقت کا ذکر ہے جس میں ان کے شاگرد پطرس اور یوحنا کا ذکر ہے اور پطرس وہاں موجود لوگوں کو نصیحت کرتے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ سے متعلق تم لوگوں نے جو رویہ اختیار کیا اس پر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا کہا اور پھر حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی کا ذکر کیا کہ ؛

> *For Moses said, 'The Lord your God will raise up for you a prophet like me from among your own people; you must listen to everything he tells you.*[41]

(موسیٰ نے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ جیسا ایک نبی معبوث کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اُس کی سننا)

اس کے بعد کی 26 آیات تک ذکر ہے کہ جو بھی اس نبی کی نہ سنے گا وہ برباد کر دیا جائے گا جس کی پیشگوئی سموئیل سے لے کر تمام نبیوں نے کی کہ تم اُس عہد میں شامل ہو جو خدا نے تمہارے باپ دادا سے لیا جب ابرہیم سے کہا کہ تمہاری اولاد سے دنیا کا ہر گھر برکت پائے گا۔ یہ تمام بحث تو صاف ظاہر کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی قوم نے ان کے ساتھ جو کیا تو پطرس نے سب سے پہلے ان کو ملامت کی ورنہ یہ تو ان کے لئے باعث فخر ہونا چاہئے تھا کہ ان کے خدا نے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا اور پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی اگر پطرس موسیٰؑ کی پیشگوئی ان کو یاد دلا رہا ہے تو مطلب واضح ہے کہ ایک نبی نے ابھی آنا ہے اور وہ یقیناً نبی اخر الزمانؐ ہیں۔ پھر اگلی آیت میں ذکر ہے کہ ابرہیم کی نسل سے دنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے تو یہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ کی اولاد حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ ہیں ان کی اولاد اسرائیلی اور اسماعیلی ہیں اور نبی مکرمؐ نبی آخر اسماعیلی تھے اور یہ دنیا میں اسی برکت کا ذکر ہے۔

اور جہاں تک بشارت یا پیشگوئی کا معاملہ ہے تو اگر ان آیات کا تعلق قریشی اور تمام عیسائیوں کے نزدیک حضرت محمدؐ کی ذات نہیں تو حضرت عیسیٰؑ کی ہونا بھی ممکن نہیں کیونکہ انہی کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ خدا ہیں اور انسان کیسے اپنے ہی خدا کی بشارت دے گا۔ دوسرا یہ لازم نہیں کہ بشارت ہی کسی کے نبی یا رسول ہونے کا ثبوت ہو یا بشارت یا پیش گوئی کا نہ ہونا کسی نبی کی شان کے منافی ہو سکتی ہے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ایسی کوئی پیش گوئی پہلے کسی نے نہیں کی اور ایسے اور بھی بہت سے انبیاء تھے۔[42]

4۔ کیا حضرت محمدؐ کے پاس کوئی حیرت انگیز سائنسی بصیرت تھی جو انھیں رسول بناتا ہے؟

یہ قریشی کا تیسرا نکتہ ہے ،اس کا کہنا ہے کہ محمدؐ کا سائنسی علم اگر ان کی نبوت کی دلیل ہے تو یہ خدا کی طرف سے قران میں ہی آیا اس لئے قریشی نے قران سے دلائل دے کر قران کے ساتھ ساتھ حضرت محمدؐ کو بھی جھٹلایا (نعوذ باللہ)۔اس کا اعتراض قران میں بیان کردہ ایمبریولوجی، جنین اور جنین کی تشکیل اور نشوونما کے متعلق ہے۔قریشی کا کہنا ہے کہ محمدؐ سے تقریبا ایک ہزار سال پہلے ارسطو نے ایمبریولوجی کے موضوع پر ایک کتاب شائع کی تھی جو محمّد سے کہیں زیادہ سائنسی اور تفصیلی ہے ، ایمبریولوجی کے موضوع پر ایک پوری کتاب ہے۔ارسطو سے تقریبا پانچ سو سال بعد اور محمدؐ سے پانچ سو سال پہلے رہنے والے یونانی سائنسدان گیلن نے ایمبریولوجی پر لکھا تھا تو محمد کے لئے یہ کوئی نیا علم نہ تھا جو اس کو معجزہ کہا جائے۔قریشی قران کی آیات مبارکہ کا حوالہ دیتا ہے کہ ان ایات میں کہیں سے نہیں لگتا کہ کوئی معجزاتی سائنس موجود ہو؛"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ

خَلْقًا اٰخَرَ ؕفَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ "[43]

(اور بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے دھول سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں رکھا۔ پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر اسے ایک نئی شکل میں تخلیق کیا، پس اللہ بڑی برکت والا سب سے بہترین تخلیق والا ہے۔)

اس آیت مبارکہ پر قریشی کا اعتراض ہڈیوں اور گوشت کے بننے والے مراحل کی ترتیب پر ہے اور باقی جتنی تفصیل ان آیات میں بیان ہوئیں ان کے متعلق اپنی جانبدارانہ اور بددیانت فطرت کی وجہ سے لکھتا ہے کہ؛

"The unrefined language makes this passage undecipherable, not miraculous"[44]

(غیر واضح زبان اس عبارت کو ناقابل فہم بنا دیتی ہے، معجزہ نہیں)

اگر قریشی کو عربی جیسی فصیح و بلیغ زبان نہیں اتی اس کے معنوں اور تشریحات سے بے بہرہ ہے تو کیسے وہ ایک قدیم اور بہت ہی فصیح زبان کو غیر واضح کہہ سکتا ہے وہ لکھتا ہے؛

"Bones are developed first and that they are then clothed with flesh.Unfortunately, this is false"[45]

(ہڈیاں پہلے تیار ہوتی ہیں اور پھر انہیں گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے، یہ غلط ہے)

قریشی کا استدلال ہے کہ جدید سائنس سکھاتی ہے کہ ایک ایمبریولوجیکل پرت ، میسوڈرم ، ایک ہی وقت میں ہڈیوں اور گوشت میں بنتی ہے۔ قران سائنس کی کتاب نہیں کہ تفصیلات بیان ہوتیں مگر سائنسی بنیادیں اور کلیات فراہم کرتی ہے اور آیت کا بغور مطالعہ کرتا تو ایت میں ہڈیوں سے پہلے گوشت کا ہی ذکر ہے اور پھر ہڈیاں اور گوشت کا، یہ فرق دنوں اور ہفتوں کے حساب سے ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے ڈاکٹر ولیم کیمبل کی صرف اسی سوال یا اعتراض کا نہیں بلکہ قران کے سائنسی علم پر جتنے بھی اعتراض کئے تسلی بخش جواب دئے مذکورہ بالا اعتراض جو ڈاکٹر کیمبل کا بھی تھا پر ڈاکٹر نائیک صاحب کو وضاحت یوں تھی کہ میں اس بات پر کہ ہڈیوں اور عضلات کا مادہ بیک وقت ہی بننا شروع ہوتا ہے اج کے جدید علم جنین کے مطابق یہ عمل 25 سے 40 ویں دن میں اکھٹے بنتا ہے مگر جب ساتویں ہفتہ کے اختتام پہ جب جنین انسانی شکل اختیار کرتا ہے تو تب ہڈیاں بنتی ہیں عضلات نہیں بنتے اور پھر اٹھویں ہفتے کی ابتداء میں عضلات کی تشکیل شروع ہوتی ہے اور قرآن نے جو ترتیب بیان کی ہے بالکل درست ہے[46]۔

قریشی کے مزید سائنسی اعتراضات [47] درج ذیل ہیں؛

1۔ پہاڑوں کے بارے میں حضرت محمدؐ کی معجزاتی بصیرت یہ تھی کہ وہ زمین کو مستحکم کرتے ہیں اور جڑیں رکھتے ہیں یہاں ایک بار پھر سائنسی اعتبار سے یہ دعویٰ غلط ہے۔ پہاڑ زمین کی تہہ میں استحکام پیدا نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ ٹیکٹونک عدم استحکام کا نتیجہ ہیں۔ اگرچہ یہ دعویٰ کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کی سطح کے نیچے ہیں درست ہے، جس کا ذکر بائبل میں کم از کم تین بار یہ موجود ہے؛1۔وہ پہاڑوں کو جڑ سے اُلٹا دینا (ایوب28:9) 2۔پہاڑوں کی بنیادوں کا ہلنا(18:7)3۔پہاڑوں کی تہ تک غرق ہونا(یوناہ:2:6)

قریشی کا دعویٰ کہ قران کی سورۃالنبا کی آیت 7اس سے ماقبل بائبل میں اچکا ہے کہ پہاڑ کھونٹے کی طرح زمیں میں گہرائی تک موجود ہیں۔ جہاں تک پہاڑوں کا تعلق ہے تو وہ زمین پر استحکام اور توازن ہی پیدا کرتے ہیں۔اور قران میں صرف یہ نہیں ایا کہ

پہاڑ زمیں میں گہرائی تک ہیں بلکہ پہاڑوں کی سائنس سے متعلق اور بھی آیات ہیں اور قریشی نے جو حوالے بائبل سے دئے ہیں ان میں پہاڑوں کی جڑ یعنی گہرائی کا ذکر ہے اور تیسرا حوالہ تو حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں ہوتے محاورتا ایک ذکر ہے کہ میری بھول نے مجھے اندھیروں میں ڈال دیا ہے۔قریشی جو بہت بڑے محقق اور سائنسدان بنتا ہے اس کو خود علم تو ہے نہیں قران کے ثابت شدہ سائنسی علم پر اعتراض کرتے بھول جاتا ہے کہ اس کی محرف بائبل کتنی کوئی سائنسی بصیرت کے حامل ہے۔

ایک آرٹیکل کی رو سے قرانی اصطلاحات کا جو پہاڑوں کے لئے استعمال ہوئے اس کا جدید سائنسی علوم سے موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں پہاڑوں کا ذکر حکمت سے ہوا ہے۔پہاڑوں میں جو بڑے پہاڑ ہیں ان کی تشکیل التصبیعنی گاڑنے سے ہوتی ہے، جبکہ آتش فشاں پہاڑ کے لئے الالقاء[48] کا لفظ ایا ہے ایسے ہی بلندو بالا پہاڑوں کے لئے نُصِبَتْ[49] آیا ہے اس آیت کی رو سے یہ وہ پہاڑ ہیں جو ٹیکٹونک پلیٹوں کے آپس میں ٹکرانے کے نتیجے میں بلند ہو جاتے ہیں، جو زمینی توازن کا باعث ہیں۔اور جب بھی آتش فشاں پہاڑ پھٹتے ہیں تو اس کی وجہ سے زمین کے اندرونی حصے سے نکلنے والا مواد زمین کی تہہ میں جمع ہو کر زمین کی سطح کی بلندی کا باعث نبتا ہے۔ایک اور سائنسی حقیقت جب قرآن کریم نے سورۃالنبا میں پہاڑوں کو میخوں سے تعبیر کیا(أَوْتَادًا)بعض جگہوں پر "راسیہ" سے بیان کیا جیسے سورۃالمرسلات کی آیت 27۔یہ ساری صفات اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا مقصد استحکام وتوازن ہے۔اس کی مثال بحری جہاز کی ہے کہ جب وہ پانی کی سطح پر ہوتا ہے تو اس کا کچھ حصہ پانی کے نیچے ہوتا ہے تاکہ استحکام اور توازن حاصل کیا جا سکے۔اسی طرح پہاڑ زمین کے اندر ایک ایسا کھونٹی یا میخ کی صورت میں ہیں جو زمین کی سطح کے نیچے اپنے نچلے حصے کے ذریعے خود کو مستحکم کرتی ہے۔[50]

ٹیکنوٹک پلیٹس کی وجہ سے پہاڑ بنتے ہیں مگر ایسا نہیں کہ پہاڑ عدم استحکام کا باعث بنیں بلکہ مسلسل حرکت اور توٹنے بننے والے عمل میں اگر توازن ہے تو وہ پہاڑوں کی بنا پر ہے ورنہ یہ حرکت بنا پہاڑوں کے انسانی حیات کے لئے خطرناک ہوتی۔

> *Narrow uplifted mountains may also form when the crust is stretched and rifted, as the tectonic plates move apart.*[51]

سائنس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ پہاڑ زمیں پر توازن اور استحکام کا باعث ہیں۔

> *"The Mountains are for the Earth what are balancing corrective masses for rotating bodies like the wheel.They stabilize the Earth indeed. Without Mountains, the Earth's vibration can cause catastrophic failure, as well as noise and discomfort. Thus, the Mountains are gravitational pegs that stabilize the Earth's rotation motion while orbiting along its helical trajectory following the Sun's motion on its orbit".*[52]

(پہاڑ زمین کے لیے ہیں جو پہیے کی طرح گھومنے والے جسموں کے لیے اصلاحی ماس کو متوازن کر رہے ہیں: وہ واقعی زمین کو مستحکم کرتے ہیں۔پہاڑوں کے بغیر، زمین کی کمپن تباہ کن ناکامی کے ساتھ ساتھ شور اور باعث تکلیف ہو سکتی ہے۔اس طرح، پہاڑ کشش ثقل کے کھونٹے ہیں جو اپنے مدار پر سورج کی حرکت کے بعد اپنے ہیلیکل ٹریکٹری کے ساتھ گردش کرتے ہوئے زمین کی گردش کی حرکت کو مستحکم کرتے ہیں۔)

اسی طرح وہ جن تینوٹک پلیٹس کی بات کرتا ہے ان کی حرکت میں توازن یہی پہاڑ ابھر کر بناتے ہیں؛

> *The modern theory of plate tectonics also states that Mountains have deep roots and play an important role in stabilizing the crust of the*

Earth ‹because they interfere with the shaking of the Earth. [53]

(پلیٹ ٹیکٹونک کا جدید نظریہ یہ بھی کہتا ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں گہری ہوتی ہیں اور وہ زمین کی تہہ کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ وہ زمین کے ہلنے میں مداخلت کرتے ہیں۔)

2۔اسپر میٹوجینیس کہ مرد کی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان semen پیدا ہوتا ہے، غلط ہے لکھتا ہے؛

"The Quran is incorrect regarding spermatogenesis, asserting that semen is produced between a man's backbone and his ribs" [54]

قران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

" فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ اِنَّه عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ "[55]

پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے تخلیق کیا گیا ہے۔ایک اچھلتے ہوئے پانی سے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔بے شک وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں؛"جینیاتی مراحل میں نر اور مادہ کے تولیدی اعضاء یعنی فوطے(Testicles)اور اووری (Ovary)اپنے بننے کا آغاز ریڑھ کی ہڈی اور گیارھویں اور بارہویں پسلی کے درمیان گردے کے قریب سے کرتے ہیں۔بعد میں یہ نیچے اترتے ہیں۔مادہ غدود یعنی اووری پیڑو میں آکر ٹھہر جاتی ہے۔جبکہ نر غدود یعنی خصیے پیدائش سے پہلے انگوائنل کینال (Inguinal Canal) کے رستے اپنی تھیلی سکروٹم(Scrotum)تک پہنچنے کے لیے اپنا نزول جاری رکھتے ہیں۔حتیٰ کہ جوانی میں تولیدی اعضاء کے نیچے اتر آنے کے بعد بھی یہ اعضا اپنی اعصابی رسد(Nerve Supply) اور خونی رسد(Blood Supply)ابڈامینل ایورٹا)(Abdominal Aorta)پیٹ میں خون کی بڑی نالی) سے حاصل کرتے ہیں۔جو کہ ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیانی علاقے میں ہوتی ہے،لمفیٹک نکاس اور خون کا وریدی بہاو بھی اس سمت ہوتا ہے یعنی یہی بیچ سے اچھلتا ہوا پانی آتا ہے"[56]

3۔قریشی نے حضرت محمدؐ کی نبوت چیلنج کرنے کے لئے قران سے ایک آیت کا حوالہ دیا کہ ؛" حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ "(سورج مغرب میں گندے پانی کے تالاب میں غروب ہوتا ہے (18.86)

کوئی بھی شخص جو سمندر کے کنارے کھڑا ہو،اسے غروب ہوتا سورج سمندر میں ڈوبتے ہوئے ہی محسوس ہوتا ہے تو اس آیت میں بھی یہی مطلب ہے کہ وہاں موجود چشمہ میں سورج کے عکس کے ساتھ ڈوبتا ہوا محسوس کرنا یا وقت کے ذکر کے خاطر ان الفاظ کا لانا کہ جس وقت وہ اس بستی پہنچے تو سورج غروب ہو رہا تھا۔جہاں تک وجد کا تعلق ہے تو لغت کے اعتبار سے اس کے دو طرح کے مفہوم ہیں ایک پایا، معلوم کیا اور دریافت کرنا،دوسرے معنی محسوس کرنا، مشاہدہ کیا،گویا اس کا تعلق محض وجدان وادراک سے ہے یہاں دوسرا ہی مفہوم ہے[57]۔ دوسرا مغرب اور غروب شمس وقت کے تعین کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ تیسرا سائنس کی رو سے نہ سورج غروب ہوتا ہے نہ طلوع ہوتا ہے،بلکہ گردش ارض کی وجہ سے دکھائی دیتے ہیں۔مگر ہر جگہ اوقات طلوع اور غروب کا تعین ہوتا ہے تو کیا یہ اوقات کے جدول غلط ہیں؟ جیسے "lunatic" پاگل کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر اس کا معنی دیکھیں تو چاند کا مارا ہوگا،مطلب صاف ہے کہ یہ صرف الفاظ کا استعمال ہے جو ایک زبان میں محاورتاً سمجھانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں[58]۔

4۔قریشی نے طب نبویؐ(بخاری شریف 5782) پر اعتراض کیا ارشاد نبویؐ ہے؛

" إذا وقع الذباب في إناء احدكم، فليغمسه كله، ثم ليطرحه، فإن في احد جناحيه شفاء وفي الآخر داء"

(جب مکھی تم میں سے کسی کے پیالے میں گر جائے تو مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال پھینکے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء تو دوسرے پر میں بیماری ہے۔)

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ہے جس میں اونٹ کے پیشاب کو علاج بتایا گیا ہے، دونوں کو غلط کہتا ہے مگر اس نے نہ تو کسی مریض پر اونٹ کے پیشاب کا تجربہ کر کے اور نہ ہی مکھی کے متعلق تحقیق کی مگر صرف اعتراض کر ڈالا اس کے پاس کیا کوئی ایسا ثبوت ہے کہ یہ دونوں احادیث سائنسی یا طبّی لحاظ سے غلط ہے؟ قریشی نے میڈیکل کی تعلیم بھی حاصل کی تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ زہر ہی تریاق کا کام بھی کرتا ہے۔ جہاں تک مکھی کا تعلق ہے تو میڈیکل سائنس بھی اسے حقیقت تسلیم کر چکی ہے۔ امریکہ کے ادارے *The National Center for Biotechnology Information advances science and health* کے ایک ریسرچ ارٹیکل کے مطابق؛

> *"The result indicates the microbial development does not occur on contaminated drinks by addition with right-wing of Musca domestica."*[59]

تاریخ میں مکھیوں کے ذریعے سے مختلف علاج ہوتے رہے ہیں اور آج بھی مختلف قسم کی سرجریوں میں مکھیوں کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے، سائنس نے مکھیوں میں جراثیم کش بیکٹریا کا بھی انکشاف کیا ہے۔ مکھیوں میں کچھ ایسے بیکٹریا ہیں جو جراثیم کش ہیں۔[60]

اور جہاں تک اونٹ کے پیشاب کا تعلق ہے تو یہ بھی ثابت ہو چکا ہے؛

> *"The camel's urine has anti-diabetic, anti-cancer, antibacterial, antiviral, and antifungal properties. It also has hepato-protective and cardiovascular effects…..Camel urine is a "marvelous" medication used in Prophetic Medicine, since the pre-Islamic period when camel milk, as well as urine, were used as oral medication for various health disorders. In many countries, drinking camel urine is a common practice, and it is considered a part of alternative medicine called urotherapy or urine therapy; it is mostly worthy and widely used as alternative medicine in India and China."* [61]

(اونٹ کے پیشاب میں اینٹی ذیابیطس، اینٹی کینسر، اینٹی بیکٹیریل، اینٹی وائرل اور اینٹی فنگل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس میں جگر اور کارڈیوویسکولر بیماریوں کے خلاف مدافعت بھی ہے.. اونٹ کا پیشاب ایک "حیرت انگیز" دوا ہے جو طب نبوی میں استعمال ہوتی ہے، قبل از اسلام کے دور سے اونٹنی کے دودھ کے ساتھ ساتھ پیشاب کو صحت کی مختلف خرابیوں کے لئے دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ بہت سے ممالک میں، اونٹ کا پیشاب پینا ایک عام عمل ہے، اسے متبادل دوا کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے جسے یوروتھراپی یا پیشاب تھراپی کہا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر ہندوستان اور چین میں متبادل ادویات کے طور پر بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے)

قریشی کے سب اعتراضات بے بنیاد ہے اور غیر تحقیق ہیں، اور قران یا حدیث کو سائنس کی کسوٹی پر پرکھنا ویسے بھی غلط ہے کیونکہ سائنس بذات خود اپنے نتائج کے اعتبار سے حتمی نہیں ہے اس کے نتائج میں تبدیلی کا عمل چلتا رہتا ہے البتہ سائنس کو

قران سے بہت سے کلیات اور بنیادیں مل سکتی ہیں۔قریشی نے حضرت محمدؐ کی نبوت سے انکار کے لئے ایک اور وجہ ان کے اقوال کی تاریخ اور سیرت کی تفصیلات کا غیر مستند ہونا قرار دیا،وہ لکھتا ہے کہ پہلی عربی کتاب جو لکھی گئی وہ قرآن تھی،اور یہ بھی محمدؐ کی وفات کے بعد ہی ایک تحریری کتاب میں تبدیل ہو گئی۔ تحریری عربی ادب جیسی کوئی چیز نہیں تھی، صرف زبانی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ابھی تک عربی لکھنے کا طریقہ سیکھ رہے تھے۔وہ نبوت محمدیؐ کو رد کرتے ان کی سوانح عمری پر اعتراض کرتا ہے کہ محمدؐ کی وفات کے تقریبا140 سال بعد تک کسی نے بھی محمد کی زندگی کی سوانح حیات نہیں لکھی۔اس وقت تک یقینی طور پر محمدؐ کی زندگی کا کوئی چشم دید گواہ موجود نہیں تھا[62]۔قریشی کے مطابق حضرت محمدؐ کی پہلی سوانح حیات، "سیرت رسول اللہ "،ابن اسحاق نامی شخص نے لکھی تھی، لیکن یہ کتاب گم ہو گئی،ابن اسحاق نے البکائی نامی ایک شخص کو تعلیم دی جس نے ابن اسحاق کی کتاب کا اپنا ایڈیشن تیار کیااور اس کے بعد ابن ہشام نامی ایک شخص نے بکائی کے ایڈیشن کی تدوین کی،قریشی سوال اٹھاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ایڈیشن کیوں بنائے؟ جبکہ ابن ہشام کے تعارفی کلمات میں درج ہے؛ "جن چیزوں پر بحث کرنا شرمناک ہے،ایسے معاملات جن سے بعض لوگ پریشان ہوں،اور جیسے بقائی نے مجھے بتایا کہ وہ قابل اعتماد کے طور پر قبول نہیں کر سکتے۔یہ سب چیزیں میں نے چھوڑ دی ہیں" دوسرے لفظوں میں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی ابتدائی سوانح حیات من گھڑت، ذلت آمیز مواد اور پریشان کن حقائق پر مشتمل تھی۔آج ہمارے پاس جو کچھ ہے اسے من گھڑت سچائیوں کے لئے کئی بار فلٹر کیا گیا ہے (استغفر اللہ)۔

حضورؐ کی زندگی کی پاکی اور تفصیلات کا ایک بڑا ثبوت تو خود قران ہے جس میں آپؐ کے اسوہ حسنہ کو سب انسانیت کے لئے نمونہ کہا گیا،جس میں آپؐ کو رحمۃ للعالمین کہا گیا،جہاں آپؐ کی مزاج کی نرمی کا بیان ہوا وغیرہ وغیرہ۔صرف مغازی کی کتب پر قریشی کے استدلال کی کوئی حیثیت نہیں۔دوسرا بڑا مصدر خود حضرت محمدؐ کے اقوال ہیں پھر حضرت محمدؐ کی ازواج مطہرات،انؐ کے اصحاب اور باقی ایسے لوگ جو مسلمان نہ تھے مگر حضرت محمدؐ کی بعثت سے قبل اور بعد کی زندگی کے ایک ایک لمحہ سے باخبر تھے ان کی گواہی بھی نبی کاملؐ کی سیرت کے اعلیٰ وارفع ہونے کے لئے کافی ہے۔خود غیر مسلم مصنفین اور مستشرقین بھی اپنی تمام تر دشمنی کے باوجود پاک نبیؐ کی تعریف کرنے سے خود کو روک نہیں پاتے جیسے انگریزی مصنف تھامس کارلائل نے اپنے لیکچرز میں سے ایک لیکچر (Friday, 8th May 1840) حضرت محمدؐ کی زندگی کے ہر پہلو پہ دیا ان کو ہیرو مانا اور ان کی تعلیمات ،زندگی اور کردار پر اعتراضات کرنے والوں کو غلط کہا ،ان تمام لیکچرز کتابی شکل میں"On Heroes, Hero-Worship, and The Heroic in History" کے نام سے شائع ہوئے جس میں نمبر 2 پر جو لیکچر ہے اس کا عنوان یہ ہے؛ The Hero as prophet. Mahomet: Islam اس باب (صفحہ 41-75) کے تحت انھوں نے حضرت محمّد کی مدح کی ہے،آخری پیراگراف میں لکھتے ہیں کہ عرب قوم کو حضرت محمدؐ کے سبب نہ صرف ہدایت کی روشنی ملی بلکہ ایک نظر نہ آنے والے گمنام قوم دنیا کی قابل ذکر قوم بن جاتی ہے،ایک عظیم اور زندہ رہنے والے عقیدے کے ساتھ یہ قوم پستی سے عظمت والی ہو جاتی ہے[63]۔

مائیکل ہارٹ نے دنیا کی سو عظیم ہستیوں پر کتاب لکھی ہے اور اس نے اپنے انتخاب میں نبی اکرمؐ کو سب سے اونچا مقام دیا ہے ،وہ لکھتے ہیں کہ محمدؐ تاریخ کے واحد شخص تھے جو مذہبی اور سیکولر دونوں سطحوں پر انتہائی کامیاب تھے،محمّد نے عام حیثیت سے آغاز کر کے ایک عظیم ترین مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کی اشاعت کی۔وہ انتہائی مؤثر سیاسی لیڈر بنے۔ان کی وفات کے 13

صدیوں بعد بھی ان کے اثار غالب اور طاقت ور ہیں۔[64]

دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں، مگر خود انھیں اپنے بانیانِ مذہب اور ان کی تعلیمات کا مکمل اور صحیح علم نہیں ہے، جب کہ نبی اکرمؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر معلومات کا ذخیرہ موجود ہے خود قریشی حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات اور ان کی اصل زبان تک کی معلومات نہیں دے سکتا۔ جہاں تک تعلق ہے ایڈیشنز اور سیرت ابن اسحاق سے کچھ چیزیں حذف کرنے کا تو اول تو قریشی کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ جو کچھ حذف کیا گیا وہ نعوذ باللہ زیادہ تکلیف دہ تھا دوسرا اگر وہ واقعی کوئی ایسی بات ہوتی تو پھر عیسائیوں کی طرح جنہوں نے اپنی مقدس کتاب ہی بدل ڈالی، ابن ہشام بھی خاموش رہتا وہ ڈنکے کی چوٹ پہ یہ کیوں بتاتا، انھوں نے مقدمہ میں لکھا؛

" وتارك بعض مَا يذكرهُ ابْن إِسْحَاق فِي هَذَا الْكتاب مِمَّا لَيْسَ لرَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِيهِ ذكر، وَلَا نزل فِيهِ من الْقُرْآن شَيْء، وَلَيْسَ سَببا لشَيْء من هَذَا الْكتاب، وَلَا تَفْسِيرا لَهُ، وَلَا شَاهدا عَلَيْهِ، لما ذكرت من الِاخْتِصَار، وأشعارا ذكرهَا لم أر أحدا من أهل الْعلم بالشعر يعرفهَا، وَأَشْيَاء بَعْضهَا يشنع الحَدِيث بِهِ، وَبَعض يسوء بعض النَّاس ذكره، وَبَعض لم يقرّ لنا البكّائيّ بروايته، ومستق ◻ إِن شَاءَ الله تَعَالَى مَا سوى ذَلِك مِنْهُ بمبلغ الرِّوَايَة لَهُ، وَالْعلم بِهِ"[65]

(ابن اسحاق نے اس کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے، اس میں سے کچھ کو چھوڑ دیا ہے، جس کا ذکر رسولؐ نے کیا ہے، اور نہ ہی قرآن سے کوئی چیز نازل ہوئی ہے، اور نہ ہی میں نے اس کتاب سے کسی چیز کا ذکر کیا ہے، اور نہ ہی اس کی کوئی وجہ ہے، اور نہ ہی اس کی تفسیر بیان کی ہے انہوں نے جن اشعار کا تذکرہ کیا، میں نے ان کو شاعری کے اہل علم میں سے کسی کو واقف نہیں دیکھا۔ اور بعض چیزیں جن میں سے بعض کے بارے میں بات کرنا قابل اعتراض ہے، بعض لوگوں کو اس کا تذکرہ کرنا مشکل ہے، اور بعض کو البکائی نے ہم سے روایت کرنے کا اعتراف نہیں کیا)

قریشی کی تردید یہیں کتاب کے مقدمہ میں ہی لکھ دی گئی ہے کہ جن باتوں کا کوئی ثبوت نہیں، یا جو باعث طوالت تھیں یا بے مقصد تھیں اور سب سے بڑھ کر کہ نہ ان کا تعلق قران سے تھا نہ نبی پاکؐ سے وہ چیزیں نکال دی گئیں۔

جہاں تک عربی تحریروں کا تعلق ہے تو جیسے عربوں کا حافظہ اور ان کی فصاحت و بلاغت ضرب المثل ہے ایسے ہی ان کا ادب بھی موجود و مشہور تھا، قبل از اسلام دور جہالت میں سات بڑے شعراء نمایاں ہیں جن کو سبع معلقات (کعبہ کے دروازے پر آویزاں کی گئی سات بڑی نظمیں) کے شعراء کہا جاتا ہے۔ شاعری کے علاوہ اس دور میں کچھ ایسے خطیب بھی پیدا ہوئے جنہوں نے عربی نثر کے اعلیٰ نمونے پیش کیے، ان خطیبوں میں قس بن ساعدہ الایادی اور عمرو بن یکرب زبیدی شامل ہیں اور یہی زیادہ مشہور بھی ہیں[66]۔ یہ صحیح ہے کہ عربی کتابت عام نہ تھی مگر قریشی کا یہ دعویٰ بھی جھوٹ پر مبنی ہے کہ قران عربی میں لکھی ہوئی پہلی تحریر تھا۔ عرب کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ عربی خط مکہ میں حرب بن امیہ کی وجہ سے آیا اور پھر مکہ میں بہت سے لوگوں نے اس رسم الخط کو جس کو خط جزم کہا گیا سیکھا گیا یہ خط کوفی ہی کا پہلا نام ہے[67]۔ قریش میں اس وقت بھی کاتبین موجود تھے۔ جیسا کہ ابتداء اسلام میں ایسے صحابی موجود تھے جو وحی اور اقوال نبیؐ کی کتابت کرتے تھے مختلف قسم کی دستاویزات اور خطوط لکھتے، اسیر ان بدر بھی یہی مکہ کے لوگ تھے جن کا فدیہ دس دس بچوں کو پڑھانا قرار پایا۔ خواتین میں بھی کاتبین موجود تھیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قبل از اسلام لکھنے کا رواج تھا[68]۔

حاصل کلام:

ایک غیر جانبدار محقق کو اگر اپنا نظریہ منوانا ہے تو اس کے ہر پہلو اور اس کی ہر مخالف آواز کو نظر اور پرکھ میں رکھنا چاہئے تھا، جس طریقہ سے قریشی نے اعتراضات کئے یہ اسلام سے خاص تعصب ظاہر کرتا ہے۔ قریشی نے حضرت محمدؐ کی نبوت کو تاریخی کمزور دلائل سے رد کیا حالانکہ حضرت محمدؐ پر اج تک مسلمان اور غیر مسلم حلقوں کی جانب سے جتنا قلمی کام ہوا ہے دنیا کی کسی اور شخص پر اتنا کام نہیں ہوا ہو گا اور ان کی نبوت کا ثبوت صرف ان کے دینی نظریہ کا غلبہ ،سیاسی استحکام، فتوحات اور آج تک کروڑوں بلکہ اربوں مسلمان کا ہر دور میں دنیا کے ہر خطے میں یکساں تعلیمات اور تہواروں کے ساتھ موجود رہنا ہے۔ قریشی نے جو اعتراضات کئے سب سیاق و سباق سے ہٹ کر اور ادھ ادھورا لکھ کر اعتراضات کی راہ ہموار کی۔ اللہ نے حضرت محمدؐ کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا اس کا اندازہ قریشی اپنے ہی ہم مذہب کی کتاب میں دیکھ لے جب وہ دنیا کی سب سے مستحکم تعلیمات، باقی و قائم نظریہ، پاکی اور ایمانداری اور دنیا میں دوسرے نمبر پر ماننے والوں کی تعداد کی بنا پر اولین درجہ دیتے ہیں تو وہ کیسے ایسے شخص کو اپنی فہرست میں شامل کرتا جس کے متعلق قریشی اپنے جیسے چند اور خیالات رکھنے والوں کی ذہنی اختراع پر تاریخ سے ہی ہٹانا چاہتے ہیں۔ حضرت محمدؐ تمام انبیاء کے امام اور سردار ہیں اور تمام سابقہ انبیا کے اوصاف کا بہترین اور کامل اظہار ہیں۔ قرآن، تاریخی شواہد اور منطقی وسائنسی استدلال اس بات کا ثبوت ہیں۔ قریشی اور قریشی جیسے لوگ جتنی بھی کوشش کر لیں خود مٹ جائیں گے مگر دین اسلام کو نہیں مٹا سکتے اللہ کے نزدیک دین حق دین اسلام ہی ہے اور اللہ اس کو پوری دنیا پر کامل کر کے رہے گا انشاء اللہ۔

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ "[69]

نتائج البحث:

1. نبیل آصف قریشی کا نبوت محمدؐ پر تنقید ان کے سابقہ احمدی پس منظر ہونے کی بنا پر ہے۔ حضرت محمد مصطفیؐ، امام الانبیا ہیں اور تمام سابقہ انبیا کے اوصاف کا بہترین اور کامل اظہار ہیں، وہ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن، تاریخی شواہد اور منطقی وسائنسی استدلال اس بات کا ثبوت ہیں۔
2. تورات اور بائبل میں ایسی پیشگوئیاں ہیں جو حضرت محمدؐ کی بعثت کا ثبوت ہیں مگر عیسائی متعصبین اس کا انکار کرتے ہیں۔
3. ضرت محمدؐ ایک امی تھے اور ان کا سائنسی علم، تاریخی واقعات کا علم اور پیشن گوئیاں، جو اس وقت نامعلوم تھیں لیکن بعد میں ان کی تصدیق ہوئی ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک رواں ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی آخر الزمان تھے۔
4. قرآن کو وحی الہٰی کے طور پر محمدؐ کی نبوت کا حتمی ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ قران کا انداز بیان اور بے مثال اسلوب ،لسانی فصاحت و بلاغت، سجع، گیرائی اور گہرائی کے ساتھ ایک ادبی شاہکار ہے۔ جس کا نزول ایک اُمی انسان پر ہوا۔
5. ضرت محمدؐ کا کردار اور اخلاق ان کی نبوت کا ثبوت ہے قبل از بعثت بھی ان کی قوم ان کو امین اور صادق کے نام سے جانتی تھی۔ اور بعد میں بھی سخت ظلم و ستم کے باوجود حضرت محمدؐ کی ایمانداری، صبر، رحمت، عفوودر گزر اور اخلاص ان کی نبوت کی گواہی ہے۔ آپؐ نے اپنے دشمنوں کو اس وقت معاف کیا جب اپؐ کے پاس بدلہ لینے کی طاقت تھی۔
6. شدید مخالفت کے باوجود اسلام کی وسیع اشاعت، حضرت محمد ﷺ کی زندگی ہی میں جزیرہ نما عرب میں اشاعت اسلام اور ایک صدی کے اندر اندر اسلام کا ایک عالمی تہذیب بننا اور اسپین سے چین تک پھیلنا ثابت کرتا ہے کہ آپؐ ایک

نبی برحق تھے۔اس وقت دنیا کا دوسرا بڑا مذہب جو تحقیقات کے مطابق سب سے زیادہ تیزی سے پھلنے والا مذہب ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام، محمدؐ اور ان کی نبوت برحق ہے۔کیونکہ جھوٹ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا اور سچائی کی جیت ہوتی ہے۔

تجاویز:

1. عقیدہ یا ایمان ہر انسان کا بہت قلبی اور نازک معاملہ ہوتا ہے اس لئے بین المذاہب تحقیقی کام کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ احترام اور ادب کے ساتھ ساتھ مذہبی تشریحات اور سیاق وسباق کا خاص خیال رکھے۔
2. بائبل کی رو سے حضرت محمدؐ ایک پیغمبر حق ہیں مگر لازم ہے کہ قدیم الہامی کتب کو ان کے اصل زبان میں دیکھا جائے کیونکہ اصل بائبل کے زبان جو عبرانی یایونانی بتائی جاتی ہے اکثر ایسی باریکیوں پر مشتمل ہوتی ہیں جو جدید انگریزی ترجموں میں واضح نہیں ہوتے۔
3. قران ایک سائنس یا تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ ہدایت ور ہنمائی کا ذریعہ ہے اس لئے محقق کے لئے لازم ہے کہ وہ تحقیق میں ہر طرح کی باریکیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مقصدیت کے پہلو سے نہ ہٹے۔اور قرانی متعلقہ ،مصدقہ معجزاتی نکات کو تسلیم کرے۔
4. قران کی الہامی کتاب ہونے کی صداقت کے لئے قران کی فصاحت وبلاغت کو صرف الفاظ کی وسعت وجامعیت سے ماپنے کے بجائے اس کے علم اور حکمت، ربط، تناسب اور تسلسل کا گہرائی سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔
5. کسی انسان کی سچائی، دیانت داری اور پاک دامنی کو جاننے کے لئے اس کے ساتھ بچپن سے وقت گزارنے والوں اور ہر لمحہ ساتھ رہنے والوں کی گواہی اہمیت رکھتی ہے۔حضرت محمدؐ کے کردار کا باریک بینی سے جائزہ لینا لازم ہے ان کی سیرت کاملہ کو غیر جانبدارانہ انداز تحقیق سے ثابت کیا جائے۔
6. 1400 سالوں سے زائد ایک ایسے شخص کو جس کو دنیا کی دوارب آبادی نہ صرف پیغمبر مانتی ہے بلکہ عزت کرتی ہے لازم ہے کہ ایسی ہستی سے متعلق پورے خلوص نیت سے تحقیق کی جائے اور ان کے ماننے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مد نظر رکھا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] . *Qureshi, Nabeel Asif, No God but One: Allah or Jesus? Grand Rapids, MI: Zondervan, 2016,p,265*
[2] .*ibid,p,250*

[3] ۔العسقلانی،ابن حجر،احمد بن علی،فتح الباری،المکتبہ السلفیہ،کتاب التعبیر،حدیث6982،الجز الثانی عشر،ص359

[4] .*Guilluame- A, The Life of Muhammad: A translation of Ishaq's Sirat Rasul Allah, Oxford University Press, newyork, Seventeenth impression, 2004, p. xix(intro)*
[5] .*No God but one,Allah or Jesus,p251*

[6] ۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بآلبان الإبل، حدیث،5685

[7] ۔راز، محمد داؤد، صحیح بخاری(مترجم وشرح)، دارالعلوم بمبئی،2012،کتاب المغازی، حدیث،3960ج،5،ص293

[8] ۔ صحیح بخاری(مترجم وشرح)،ج5،ص343

[9] ۔ابن منظور، محمد بن مکرم،لسان العرب،دارالصادر بیروت،1414ھ،ج1،ص514

[10] ۔الازہری، کرم شاہ، پیر،ضیاء النبیؐ،ضیاءالقران پبلی کیشنز،لاہور،1420ھ،ج4،ص74

[11] ۔ استثنا،17-20:10

[12] ۔اصلاحی،امین آحسن، تدبر القران، فاران فاؤنڈیشن لاہور،2009،ج،9،ص،666

[13] ۔کیلانی،عبد الرحمٰن، آئینہ پرویزیت، مکتبہ الاسلام لاہور،2004ء،ج5،ص726

[14] ۔الحجر،15:9

[15] ۔النجم،53/4-2

[16] .*No God but One,Allah or Jesus,p,252*

[17] ۔ترمذی،ابوعیسیٰ محمد، سنن الترمذی الجامع الکبیر، دارالتاصیل بیروت،2016،ابواب النکاح، حدیث نمبر،1141،ج2،ص310

[18] ۔محمدی،عدیل،شفیق احمد، محمد ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوسال کی عمر میں شادی پر اعتراض کے جوابات،ماہنامہ اہل السنہ،جولائی2022،ایڈیٹر کفایت اللہ سنابلی، بمبی، شمارہ126،ج10،ص20

[19] ۔النور24/32

[20] صحیح بخاری، کتاب العتق، حدیث نمبر،2545

[21] ۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر5083

[22] ۔المومنون،23/5،6

[23] ۔النور24/33

[24] ۔النساء،4/25

[25] ۔مودودی،ابوالاعلیٰ، مسئلہ غلامی
https://punjnud.azurewebsites.net/ViewPage.aspx?BookID=78&BookPageID=4305&BookPag

eTitle=Sawal%201

[26] ۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث3562

[27] الکاسانی، علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود،۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دارالکتب العلمیہ بیروت،2003کتاب النکاح، فصل فی نکاح المشرکۃ، ج3، ص464

[28] ۔ صحیح بخاری، کتاب العتق، 2556

[29] ۔خروج، 21:4

[30] ۔خروج، 21:21

[31] ۔دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی، فتویٰ نمبر: 144203200211،

https://www.banuri.edu.pk/readquestion/urat-ka-eilm-naqis-hony-ky-mutalliq-ek-hadeess-144203200211/21-10-2020

[32] ۔ صحیح بخاری، کتاب الکسوف، حدیث نمبر1052

[33] ۔پیدائش، باب3، ایت16

[34] . Deuteronomy 18:18

[35] .No God but One ,Allah or Jesus,p,253

[36] ۔دیدات، احمد شیخ، بائبل حضرت محمدؐ کے متعلق کیا کہتی ہے؟، الدار السلفیہ بمبئی، 1975، ص14-21

[37] .No God but one,Allah or jesus,p36

[38] ۔یوحنا، 14:26

[39] .john,14:30

[40] ۔ کیرانوی، رحمت اللہ، مولانا، ازالۃ الاوہام، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ج2، ص452

[41] .Acts,3:22

[42] ۔ ازالۃ الاوہام، ج2، ص184

[43] ۔ المومنون12-14/23

[44] *.No God but one ,Allah or Jesus,p,255*

[45] *.ibid,p,255*

[46] ۔نائیک، عبدالکریم ذاکر، ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے، آیان پبلشرز لاہور، 2007، ص44

[47] *.No God but One,Allah or Jesus,p257*

[48] ۔النحل، 16:15

[49] ۔الغاشیۃ: 88:19

[50] ۔الربیعی، شیخ مقداد، پہاڑوں کی تشکیل سے متعلق قرآن کے بتائے گئے دو سائنسی حقائق، اپریل 2024، الاسلام لماذا،

https://ur.islamwhy.com/contents/view/details?id=543&cid=0

[51] . *Dinwiddie,Robert,lamb simon، violent Earth, Dorling kinderstey limited 2007,London ،p48*

[52] . *Saad ,Bendaoud , Mountains Gravitational Pegs Stabilize the Earth's Rotation Motion, Emirati Journal of Space Science,Vol 1 Issue 1 ,2023 ,p 4*

[53] *.ibid,p6*

[54] *.No God but one,Allah or Jesus?,p257*

[55] ۔الطارق5-7/86

[56] ۔نائیک، عبدالکریم ذاکر، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس موافق یانا موافق، مترجم: ڈاکٹر عبدالقدوس ہاشمی، الصفہ دارالنشر واہ کینٹ، 2006، ص48

[57] ۔دریابادی، عبدالماجد، القران العظیم، تفسیر ماجدی مکمل، پاک کمپنی لاہور، ص:646

[58] ۔خان، عرفان احمد، ڈاکٹر ذاکر نائیک کے مشہور اور فیصلہ کن مناظرے، ایان پبلشرز لاہور، 2007ء، ص، 70

[59] . *Ivena ,Claresta and Dianti ,Desita Sari and others, The Right-Wing of Fly (Musca domestica) as a Neutralization of Drinks Contaminated by Microbe, Journal of nutritional science and vitaminology, Tokyo,2020, p,283*

[60] ۔القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فتاوی یوسف القرضاوی ، البدر پبلیکیشنز لاہور، 2012، ج1، ص64

[61] . *Tharwat, Mohamed and Tariq I, Almundarij, Is camel's urine friend or enemy? Review of its role in human health or diseases, Open veterinary journal,Libiya, 2023 Oct , p,1228,1230*

[62] *.No God but One,Allah or Jesus,p,259-263*

[63] . *Carlyle, Thomas , On Herose, Hero-Worship, And The Heroic In History, Longmans, Green, And Co, New York,1906,p75*

[64] . *Hart, Michael H, The 100: a ranking of the most influential persons in history , A Citadel Press Book*
Published by Carol Publishing Group, New York,1993,p3

[65] ۔ابن هشام، عبدالملک، الحميري المعافري، السيرة النبوية، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، ١٣٧٥ھ، ج1 مقدمہ، ص12

[66] ۔کاظم، محمد، عربی ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور2004، ص19

[67] ۔الوسی، شکری، محمود،، بلوغ الارب، مترجم محمد حسن، پیر، مرکزی اردو بورڈ لاہور، 1968ج4، ص530

[68] ۔رضوی، خورشید، ڈاکٹر، عربی ادب قبل از اسلام، ادارہ اسلامیات لاہور، 2010ج1، ص281

[69] ۔التوبہ، 9/33